بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ | پیر ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ۱۵ اخاء ۱۳۶۳ ہش ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۳۳۴

اخبار احمدیہ

— ربوہ - ۱۲ اخاء / اکتوبر آج یہاں البیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی اور خطبہ دیا۔ جس میں انہوں نے مال اور اولاد کو خدا کی راہ میں وقف کرنے اور اولاد کی بہتر رنگ میں تربیت کرنے کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم مولانا صاحب موصوف نے حضرت اقدس مسیح موعود کے ایک طویل ارشاد کی رو سے اس امر پر روشنی ڈالی کہ مال اور اولاد انسان کے لئے فتنہ ہیں اور اس فتنہ سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے مال کو خدمت دین اور ہمدردی انسان میں خرچ کرے اور اولاد کی دینی تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے۔ لوگ اولاد کے لئے مال چھوڑنے کی فکر تو کرتے ہیں لیکن یہ فکر کوئی نہیں کرتا۔ کہ اولاد صالح ہو طالع نہ ہو جو اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہیں اور اولاد کی صلاحیتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ ضرور مشکلات میں پڑتے ہیں اور ان کی اولاد والدین کے لئے فتنہ بن جاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان اولاد کی تربیت کے لئے کوشش بھی کرے اور دعا بھی کرے۔ خود نیک بنے اور اولاد کے لئے نیک نمونہ بن جائے۔

خطبہ ثانیہ میں محترم مولانا صاحب نے پیارے امام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا محبت بھرا اسلام احباب جماعت تک پہنچایا۔

— میرے بھتیجے عزیزم مشہود احمد شاہد مربی سلسلہ کا نکاح مکرم محمد اشرف ناصر صاحب مربی سلسلہ کراچی نے عزیزہ افتخار بیگم بنت مکرم محمد اکبر اقبال صاحب جنرل منیجر سندھ بننگ فیکٹری کمزی ساکن عزیز آباد کراچی کے ساتھ ۵ ہزار روپے حق مہر پر ۷ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو احمدیہ ہال میں پڑھا اور دعا کرائی۔ احباب جماعت سے اس نکاح کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (میاں مبارک احمد طاہر گولڈ سمتھ ربوہ)

خاکسار کی اہلیہ عرصہ ۲۵/۲ دن سے تشویشناک طور پر بیمار ہیں اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے شفاء کاملہ عطا فرمائے (مولوی محمد حسین ساقی حضرت مسیح موعود مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ سبز پگڑی والے)

خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم امیر الدین خان نامر صاحب ۳-۲-بی پیپلز کالونی نمبر ۲ فیصل آباد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلی بچی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ بچی حضرت شیخ ظہور الدین صاحب مرحوم کی پوتی اور ملک محمد ابراہیم صاحب مرحوم فیصل آباد کی نواسی ہے۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بچی کو نیک اور خادمہ دین اور والدین کے لیے قرۃ العین بنائے آمین۔

(یوسف سلیم ملک انچارج صیغہ زود نویسی ربوہ)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

خدا کی ذات میں بہت سی عجائب رحمتیں اور نادر وفاداریاں ہیں

جو کھلے کھلے طور پر انہیں پر ظاہر ہوتی ہیں کہ جو اسی کے ہو رہتے ہیں

وہ اس ایک کو پانے کیلئے بہتوں کی جدائی اختیار کرتے اور خاک میں گرتے ہیں تا وہ راضی ہو جائے

"قدیم قانون حضرت احدیت جل شانہٗ اسی طور پر چلا آتا ہے کہ جیسے جیسے انسان کا بھروسا خدائے تعالیٰ پر بڑھتا ہے ایسا ہی اس طرف سے الوہیت کی قدرتوں کے چمکار اور اس کی کرنیں زیادہ سے زیادہ اس پر پڑتی ہیں۔ اور جیسے جیسے اس طرف سے ایک پاک اور کامل تعلق ہوتا جاتا ہے ایسا ہی اس طرف سے بھی کامل اور طیب برکتیں ظاہر و باطن پر اترتی ہیں اور جیسی جیسی محبت الٰہی کی موجیں عاشق صادق کے دل سے اٹھتی ہیں ایسا ہی اس طرف سے بھی ایک نہایت صاف اور شفاف دریائے محبت کا زور شور سے چھوٹتا ہے اور دائرہ کی طرح اس کو اپنے اندر گھیر لیتا ہے۔ اور اپنے الٰہی زور سے کھینچ کر کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے..... خوارق کی کل جس سے عجائبات قدرتیہ حرکت میں آتی ہیں انسان کی تبدیل یافتہ روح ہے اور وہ سچی تبدیلی یہاں تک آثار نمایاں دکھاتی ہے کہ بعض اوقات ایک ایسے طور سے شور محبت دل پر استیلا پکڑتا ہے اور عشق الٰہی کے پرزور جذبات اور صدق اور یقین کی سخت کششیں ایسے مقام پر انسان کو پہنچا دیتی ہیں کہ اس عجیب حالت میں اگر وہ آگ میں ڈالا جائے تو آگ اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتی۔ اگر وہ شیروں اور بھیڑیوں اور ریچھوں کے آگے پھینک دیا جائے تو وہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ اس وقت وہ صدق اور عشق کے کامل اور قوی تجلیات سے بشریت کے خواص کو پھاڑ کر کچھ اور ہو جاتا ہے اور جس طرح لوہے کے ظاہر و باطن پر آگ مستولی ہو کر اس کو اپنے رنگ میں لے آتی ہے، اسی طرح یہ بھی آتش محبت الٰہی کے ایک سخت استیلا سے کچھ کچھ اس طاقت عظمیٰ کے خواص ظاہر کرنے لگتا ہے جو اس پر محیط ہو گئی ہے.....

انسانی روح کے تعلقات جو درپردہ اپنے رب کریم سے نہایت نازک اور لایدرک طور پر واقعہ ہیں وہ اسی نقطہ پر آکر کھلتے ہیں اور اسی نقطہ پر ایک طرفۃ العین کے لئے بندہ کے ہاتھ خدا کے ہاتھ اور اس کی آنکھیں خدا کی آنکھیں اور اس کی زبان خدا کی زبان کہلاتی ہے اور ربوبیت کی چادر ذرہ عبودیت پر پڑ کر اس کو اپنے انوار میں متواری اور اپنی پرزور موجوں کے نیچے گم کر دیتی ہے۔ فلسفیوں کی پرغرور روحیں اس انتہائی مرتبہ کے دریافت کرنے سے بے نصیب گئیں اور خدائے عزوجل نے دل کے غریب اور سادہ لوگوں کو یہ حالتیں دکھا دیں اور ان پر وارد کر دیں ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ اب خلاصہ کلام یہ کہ خدائے تعالیٰ کی ذات میں بہت سی عجائب رحمتیں اور بہت سی نادر وفاداریاں ہیں مگر کھلے کھلے طور پر انہیں پر ظاہر ہوتی ہیں کہ جو لوگ اسی کے ہو جاتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۸ پر)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ
۱۵ اخاء ۱۳۶۳ ہش

غیر معمولی رحمتوں اور فضلوں سے نوازنے کا

آسمانی وسیلہ

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت ہے کہ وہ اپنے بندوں پر عُسر اور یسر، فراخی و تنگی، خوشحالی و تنگ دستی اور اسی طرح خوشی و مسرت اور ہم و غم کی مختلف حالتیں لاتا ہے۔ اپنے بندوں کو مختلف حالات میں سے گزارنے میں اس کی بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ دراصل انسان کا ان مختلف حالتوں میں سے گزرنا اس کی تربیت اور تکمیل کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ وہ انسان پر خوشحالی، مسرت و شادمانی اور راحت و آرام کا زمانہ اس لئے لاتا ہے تاکہ اس کا بندہ طرح طرح کی نعمتوں سے متمتع ہو کر اس کا شکر بجا لائے اور اس کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد و ثنا کو اپنا شعار بنائے اور اطاعت گزاری میں کمال حاصل کرے۔ تکالیف و مصائب اور ہم و غم کے حالات اللہ تعالیٰ اس لئے لاتا ہے تاکہ اس کا بندہ صبر و استقامت کا مظاہرہ کر کے اور رضا بالقضا کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کر کے اس کی جناب میں پہلے سے بھی زیادہ جھکے اور متضرعانہ دعاؤں کے ذریعہ اس کے فضلوں اور رحمتوں کو جذب کرنے والا بنے اور اس کی قدرتوں کے جلوے مشاہدہ کر کے ایمان و یقین میں ترقی کرے اور اس طرح اس کا حقیقی عبد بن کر دنیا میں کامیاب زندگی گزارے۔

خدا تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ انسان کو ایک ہی حالت میں رکھے اور اس کی ساری زندگی خوشحالی اور بے فکری میں ہی گزرے اور اسے کبھی کوئی ہم و غم نہ پہنچے۔ لیکن انسان دائمی خوشحالی اور نعمتوں کی روز افزوں فراوانی کی وجہ سے بسا اوقات خدا سے غافل ہو جاتا ہے اور غرور میں مبتلا ہو کر من مانی کرنے اور ہوا و ہوس کا بندہ بن کر اباحتی زندگی گزارنے لگتا ہے۔ اس کی یہ حالت بجائے خود ایک عذاب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ خدا تعالیٰ جن بندوں کو اس بُرے انجام سے بچانا چاہتا ہے انہیں وہ عارضی طور پر ہم و غم میں مبتلا کر کے اس امر کا موقع دیتا ہے کہ وہ اس کی جناب میں جھک کر نیز توبہ و استغفار اور دعاؤں سے کام لے کر صبر اور شکر کے اوصاف سے متصف ہوں اور اس طرح عبودیت کے مقام سے گرنے نہ پائیں۔ اس لحاظ سے ہم و غم کا آنا خدا تعالیٰ کے فضل پر دلالت کرتا ہے۔ البتہ جو کو وہ اس قابل نہیں سمجھتا کہ انہیں اپنے فضل و رحم کا مورد بنائے وہ انہیں سزا ہی کے طور پر خوشحالی کی دلدل میں ہی پڑا رہنے دیتا ہے اور انہیں ان کے حال پر چھوڑے رکھتا ہے۔ ایسی خوشحالی اس کے قہر کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ انسان پر خوشحالی و تنگ دستی نیز خوشی و مسرت اور ہم و غم کے ادوار آنے میں اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ حکمتوں اور مصلحتوں کو ایک نہایت لطیف مثال سے واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان کو ایک حالت میں رکھ سکتا تھا مگر بعض مصالح اور امور ایسے ہوتے ہیں کہ اس پر بعض عجیب و غریب اوقات اور حالتیں آتی رہتی ہیں۔ ان میں سے ایک ہم و غم کی بھی حالت ہے۔ ان اختلاف حالات اور تغیر و تبدیل اوقات سے اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرتیں اور اسرار ظاہر ہوتے ہیں کیا اچھا کہا ہے ؎

اگر دنیا بیک دستور ماندے ٭ پس اسرار ہا مستور ماندے

جن لوگوں کو کوئی ہم و غم دنیا میں نہیں پہنچتا اور جو بجائے خود اپنے آپ کو بڑے ہی خوش قسمت اور خوش حال سمجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسرار اور حقائق سے ناواقف اور ناآشنا رہتے ہیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مدرسوں میں سلسلہ تعلیم کے ساتھ یہ بھی لازم رکھا گیا ہے کہ ایک خاص وقت تک لڑکے ورزش بھی کریں۔ اس ورزش اور قواعد وغیرہ سے جو سکھائی جاتی ہے، سررشتہ تعلیم کے افسروں کا یہ منشاء تو ہو نہیں سکتا کہ ان کو کسی لڑائی کے لئے تیار کیا جاتا ہے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وقت ضائع کیا جاتا ہے اور لڑکوں کا وقت کھیل کود میں (ضائع کر دیا) جاتا ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اعضاء جو حرکت کو چاہتے ہیں اگر ان کو بالکل بے کار چھوڑ دیا جائے تو پھر ان کی طاقتیں زائل اور ضائع ہو جاویں اور اس طرح پر ان کو پورا کیا جاتا ہے۔ بظاہر ورزش کرنے سے اعضاء کو پہنچنے والی تکلیف اور کسی قدر تکان ان کی پرورش اور صحت کا موجب ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح پر ہماری فطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ تکلیف کو بھی چاہتی ہے تاکہ تکمیل ہو جاوے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی ہوتا ہے جو وہ انسان کو بعض اوقات ابتلاؤں میں ڈال دیتا ہے۔ اس سے اس کی رضا بالقضا اور صبر کی قوتیں بڑھتی ہیں۔ جن کو خدا پر یقین نہیں ہوتا ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ذرا سی تکلیف پہنچنے پر گھبرا جاتے ہیں۔ ایسا انسان خودکشی میں آرام دیکھتا ہے۔ مگر انسان کی تکمیل اور تربیت چاہتی ہے کہ اس پر اسی قسم کے ابتلاء آویں اور تاکہ اللہ تعالیٰ پر اس کا یقین بڑھے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۹۹، صفحہ ۲۰۰)

اس سے ظاہر ہے کہ انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ ابتلاء کو بُرا نہ جانے بلکہ یہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور احسان سے اس کے لئے ایمان و یقین میں ترقی کرنے اور اس کی رحمتوں کا مورد بننے کی ایک نئی راہ کھولی ہے اور وہ نئی راہ یہی ہے کہ

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

درسِ ایثار و وفا سیکھئے پروانے سے

محترم مولانا محمد صدیق صاحب (امرتسری) مرحوم سابق مربی مغربی افریقہ

ہے غلط جورِ مسلسل سے بدل جاتا ہے
دلِ مجبور تنے سانچے میں ڈھل جاتا ہے

درسِ ایثار و وفا سیکھئے پروانے سے
بے دھڑک شمع پہ جب گر کے وہ جل جاتا ہے

یہ زر و مال یہ زینت یہ جوانی یہ جمال
دیکھ کر جن کو دلِ خام مچل جاتا ہے

کچھ بھروسہ نہیں ان کا کہ یہ دنیا کا فقط
عارضی روپ ہے آخر کو جو ڈھل جاتا ہے

ہو نہ جب ضبط کا یارا تو غمِ دل اے دوست
بن کے نغمہ مرے ہونٹوں پہ مچل جاتا ہے

ایک آواز پہ جب قوم کے سارے فرزند
مل کے بڑھتے ہیں تو طوفاں بھی سنبھل جاتا ہے

دشمنِ امن و اماں دشمنِ دین و ایماں
زندہ قوموں کی نگاہوں سے ہی جل جاتا ہے

غم نہ کر اپنے بھی گر غیر ہوئے ہیں صدیق
آخرش دورِ مصائب کا بھی ٹل جاتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرب اور اسلامی ممالک میں سائنسی تخلیقات کی کیفیت

کویت میں اقوام متحدہ کے یونیورسٹی سمپوزیم ۱۹۸۲ء میں

نوبل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام کا یادگار معرکہ آراء خطاب

(ترجمہ و تہذیب: محترم پروفیسر خان حبیب اللہ خان صاحب ایم ایس سی۔ ربوہ) (قسط اوّل)

علماء کی تعریف کرتے ہوئے خدائے علیم و خبیر قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت عطا کی گئی ہو تو سمجھو کہ اسے ایک بہت ہی نفع رساں چیز مل گئی اور یاد رہے کہ عقلمندوں کے سوا نصیحت بھی کوئی حاصل نہیں کرتا۔ (البقرہ: ۲۷۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کو تمثیلی زبان میں یوں ادا کیا ہے کہ جو شخص حصولِ علم کی خاطر سفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت کا سفر نصیب کرے گا، فرشتے اس کی خاطر خوشی سے اپنے پر بچھا دیں گے اور آسمان و زمین کی مخلوق اور سمندر کی مچھلیاں اس کے لیے دعا کریں گی۔ اسی طرح فرمایا ایک ذی علم آدمی ایک پرہیزگار پر اسی طرح فوقیت رکھتا ہے۔ جس طرح چودھویں کے چاند کو ستاروں پر فوقیت حاصل ہے۔ نیز ارشاد ہوا کہ علماء انبیاء کے وارث ہوں گے جو اپنے پیچھے نہ درہم چھوڑتے ہیں نہ دینار، بلکہ صرف علم کی دولت چھوڑتے ہیں اور جو اس دولت کا وارث ہوتا ہے اسے گویا بہت بڑی جائیداد حاصل ہو جاتی ہے۔

خدائے تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ وہ سائنسی علم سے انہیں بہرہ ور کرتا ہے جن کو وہ بہرہ ور کرنا چاہتا ہے اور سائنسی علوم کے ماہرین نسل انسانی کی بہبود کے لیے نہایت قیمتی اور لازوال اضافے کرتے ہیں۔ پھر آنے والی نسلیں ان علوم میں مزید تحقیق و تفتیش کا سلسلہ جاری رکھتی ہیں۔ سائنس کی تاریخ ایسے ذہنی افراد کے کارناموں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں علم کی ترقی کے لیے وقف کیے رکھیں۔ ایسے ذہین افراد کے تذکرے میں ہم موجودہ زمانہ کے عظیم ترین سائنسدانوں میں سے ایک ایسے سائنسدان کا ذکر فخر سے کر سکتے ہیں جسے بین الاقوامی شہرت حاصل ہے اور جس نے کمزور (نیوکلیائی) قوت اور برقی مقناطیسی قوت کو ایک ثابت کرنے کے لیے ایک فارمولا تیار کر دکھایا اور نوبل انعام حاصل کیا۔ یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جو آئن سٹائن بھی سرانجام نہ دے سکے۔

ہم ذیل میں اس قابل اور ممتاز ماہر طبیعیات محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی اس تقریر کا ترجمہ شائع کر رہے ہیں جو انہوں نے کویت میں اقوام متحدہ کے یونیورسٹی سمپوزیم میں ۱۹۸۲ء میں کی۔ اس تقریر کا مکمل متن دیگر جرائد و رسائل کے علاوہ کیرالہ (جنوبی ہند) کے ایک انگریزی سہ ماہی منرویٹ (Minarvet) نے بھی اپنے جون ۱۹۸۴ء کے شمارہ میں شائع کیا ہے۔ اس کا ترجمہ شکریہ کے ساتھ اس جگہ پیش ہے۔ لیکن اس خطاب کو پیش کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کے حالاتِ زندگی مختصراً بیان کیے جائیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام کے حالات زندگی

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان کے مایہ ناز سائنسدان ہیں جنہوں نے طبیعیات کے میدان میں ایک عظیم کارنامہ سرانجام دے کر ۱۹۷۹ء میں نوبل انعام حاصل کیا۔ ان کا شمار اس زمانہ کے چوٹی کے سائنسدانوں میں ہوتا ہے اور وہ عالمی شہرت کے مالک ہیں۔ اس لحاظ سے ان کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں تاہم نئی نسل کی آگاہی اور یاد دہانی کے لیے ان کے حالات زندگی مختصراً بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جو لوگ آسمان شہرت پر چاند تاروں کی طرح چمکتے ہیں ان کی زندگیاں آنیوالی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوتی ہیں اور ان کے فکر و عمل کو رفعتوں سے ہمکنار کرنے میں مہمیز کا کام دیتی ہیں۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر ایک مختصر خاکہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ وہ مفید ثابت ہوگا۔

ابتدائی تعلیم

محترم ڈاکٹر عبدالسلام ضلع جھنگ (پنجاب) کے ایک زمیندار خاندان کے چشم و چراغ ہیں وہ ۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار کا نام چوہدری محمد حسین ہے ڈاکٹر عبدالسلام کی باقاعدہ تعلیم کا آغاز اس وقت ہوا جب انہیں ایم بی مڈل سکول جھنگ میں چوتھی جماعت میں داخل کیا گیا۔ وہ اپنے سکول میں ہر جماعت میں اوّل رہ کر کامیاب ہوتے رہے، آٹھویں جماعت کے امتحان میں ضلع بھر میں اوّل رہے اور وظیفہ حاصل کیا۔ پھر انٹرمیڈیٹ کالج جھنگ میں داخل ہوئے اور میٹرک کے امتحان میں اوّل رہ کر ریکارڈ قائم کیا۔ پھر ایف اے میں ۵۵۰/۶۵۰ نمبر لے کر صوبہ بھر میں اوّل رہے اور نیا ریکارڈ قائم کیا۔ اس کے بعد وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے اور وہاں بی اے کے امتحان میں ۲۵۱/۵۰۰ نمبر لے کر یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کی اور سابقہ ریکارڈ توڑ دیا۔ پھر دو سال بعد اسی کالج سے ایم اے ریاضی کا امتحان دیا اور ایک مرتبہ پھر یونیورسٹی میں اوّل رہے اور اعلیٰ کارکردگی کا نیا ریکارڈ قائم کیا۔ گورنمنٹ کالج میں ان کی پڑھائی کا انداز یہ تھا کہ وہ اپنے کمرہ کو باہر سے مقفل کرا دیتے اور اندر بیٹھ کر پورے انہماک اور یکسوئی سے مطالعہ میں مسلسل چودہ گھنٹے مصروف رہتے۔ اپنی خداداد صلاحیتوں اور محنت شاقہ کے باعث وہ یکے بعد دیگرے اعلیٰ کامیابیاں حاصل کرتے چلے گئے۔ میٹرک اور ایف اے میں اوّل رہنے پر جھنگ کالج نے طلائی تمغے دیئے۔ بی اے میں گورنمنٹ کالج اور یونیورسٹی کی طرف سے دو طلائی تمغے ملے۔ پھر ایم اے میں یونیورسٹی نے طلائی تمغہ عطا کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے جوبلی فنڈ سے انہیں ایف اے، بی اے، اور ایم اے میں اوّل آنے پر علی الترتیب ۳۰ روپے، ۴۵ روپے اور ساٹھ روپے ماہوار کا وظیفہ عطا فرمایا اور ریکارڈ توڑنے پر مزید تین صد روپے بطور انعام دیئے۔

اعلیٰ تعلیم

علمی میدان میں ان کی اعلیٰ کارکردگی کو دیکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے پیرنٹ ویلفیئر فنڈ سے انہیں تین سال کے لیے ۵۵۰/- روپے ماہوار وظیفہ دینا منظور کیا۔ اس کی بنا پر انہوں نے کیمبرج یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور ریاضی کے مضمون میں تین سالہ کورس دو سال میں مکمل کر کے اوّل پوزیشن حاصل کی۔ ابھی ایک سال کا وظیفہ باقی تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے طبیعیات کے مضمون میں ٹرائی پاس کیا اور تین سالہ کورس ایک سال میں مکمل کر کے پھر اوّل پوزیشن حاصل کی اور ایک دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔

۱۹۵۱ء میں وہ انگلستان سے واپس آئے اور گورنمنٹ کالج لاہور میں شعبہ ریاضی کے سربراہ اور یونیورسٹی کے اعزازی پروفیسر مقرر ہوئے۔ یہاں انہوں نے صرف ڈیڑھ سال کام کیا۔ ان کی ملازمت کا سلسلہ ایک جلد ختم ہو گیا کہ کالج اور یونیورسٹی کا ماحول ان کے مزاج کے مناسب نہ تھا۔ اور ان کی اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کی نشوونما کے لیے یہاں کوئی میدان نہ تھا۔ اب وہ پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے لیے سامان فراہم کرنے کی کوشش میں لگ گئے۔ خوش قسمتی سے ایک بار پھر انہیں پیرنٹ ویلفیئر فنڈ سے دو سال کے لیے ۶۰۰ روپے ماہوار کا وظیفہ مل گیا اور انہوں نے کیمبرج میں ہی داخلہ لے لیا۔ ایک سال گزر جانے پر اعلیٰ پایہ کا تھیسس لکھا جو ان کے اساتذہ کے فہم سے بالا تھا اس لیے اسے نامور سائنسدان آئن سٹائن کے پاس بھجوا دیا گیا۔ آئن سٹائن بہت معمر تھے اور خود نہ دیکھ سکتے تھے اس لیے انہوں نے وہ تھیسس اپنے ایک نائب ڈاکٹر ڈالٹن کو بھجوا دیا۔ ڈاکٹر موصوف بھی اس کو سمجھنے سے قاصر رہے اس لیے انہوں نے عبدالسلام صاحب کو اڈنبرا بلا کر یونیورسٹی میں لیکچر کروایا اور ان کا تھیسس ان سے سمجھا۔ اس کے بعد ڈاکٹر ڈالٹن آئن سٹائن کو رپورٹ کی کہ یہ نوجوان ہے تو ایشیائی مگر غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ اس پر آئن سٹائن نے سلام صاحب اور ان کے پروفیسر انچارج کو امریکہ اپنی یونیورسٹی کے خرچ پر بلوایا۔ جب ان کا تھیسس وہاں یونیورسٹی میں سنا گیا تو آئن سٹائن بہت متاثر ہوا اور سلام صاحب کو مشورہ دیا کہ بقیہ ایک سال وہ انگلی یونیورسٹی میں ہی گزاریں۔ اس پر عملدرآمد ہوا۔ تیسرا سال گزارنے کے لیے سلام صاحب کو لامحالہ واپس کیمبرج آنا پڑا مگر وظیفہ دو سال کے لیے منظور ہوا تھا۔ اور ان کے انگلستان میں مزید قیام کی کوئی صورت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ ملتی تھی۔ ان کی اعلیٰ صلاحیتوں اور مالی مجبوریوں کے پیش نظر کیمبرج یونیورسٹی نے اپنا قانون استثنائی طور پر توڑ کر سلام صاحب کو اجازت دے دی کہ وہ پاکستان جا کر اپنا تھیسس مکمل کر لیں۔ بعد تکمیل جب ان کا تھیسس یونیورسٹی میں پیش ہوا تو اسے منظور کرتے ہوئے انہیں پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کر دی گئی۔

ملازمت

جب انہیں گورنمنٹ کالج لاہور میں کام کرتے ہوئے قریباً ڈیڑھ سال ہو گئے تو اچانک کیمبرج یونیورسٹی کے ارباب اختیار نے انہیں امپیریل کالج لنڈن میں بطور لیکچرار ریاضی کام کرنے کی پیش کش کی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ اور دوبارہ انگلستان چلے گئے کچھ عرصہ بعد جب شعبۂ ریاضی کے صدر ریٹائر ہو گئے تو ان کی جگہ ڈاکٹر سلام سربراہ بنا دیئے گئے۔ اور وہ تاحال اسی جگہ کام کر رہے ہیں۔

اعزازات

ان کے اعزازات کی فہرست کافی لمبی ہے۔ اہم اعزازات سن وار درج ذیل ہیں:۔

۱۹۵۷ء۔ ڈاکٹر آف سائنس کی اعزازی ڈگری پنجاب یونیورسٹی نے دی۔

۱۹۵۸ء۔ ہاپکنز پرائز کیمبرج یونیورسٹی نے دیا۔

۱۹۵۸ء ایڈمز پرائز۔ کیمبرج یونیورسٹی نے دیا۔

۱۹۵۹ء۔ پرائڈ آف پرفارمنس کا سرکاری اعزاز حکومت پاکستان نے دیا اور اس کے ساتھ ۲۰ ہزار روپے کا نقد انعام بھی دیا گیا۔

۱۹۵۹ء ستارۂ پاکستان کا اعزاز حکومت پاکستان نے دیا۔

۱۹۵۹ء فیلو آف دی رائل سوسائٹی لنڈن بنائے گئے۔

۱۹۶۱ء (پہلا) میکسویل میڈل اینڈ ایوارڈ فزیکل سوسائٹی لنڈن نے دیا۔

۱۹۶۴ء ہیوگز میڈل۔ رائل سوسائٹی لنڈن نے دیا۔

۱۹۶۸ء۔ ایٹم برائے امن میڈل اور ایوارڈ ایٹم فار پیس فاؤنڈیشن نے دیا۔

۱۹۷۰ء فیلو آف رائل سویڈش اکیڈیمی آف سائنس بنائے گئے۔

۱۹۷۱ء۔ امریکن اکیڈیمی آف آرٹس اینڈ سائنسز کے غیر ملکی فیلو بنائے گئے۔

۱۹۷۱ء۔ روس کی اکیڈیمی آف سائنسز کے غیر ملکی فیلو بنائے گئے۔

۱۹۷۱ء۔ یونیورسٹی آف اڈنبرا نے ڈاکٹر آف سائنس کی اعزازی ڈگری دی۔

۱۹۷۱۔ دی جے رابرٹ اوپن ہائمر میموریل میڈل اور پرائز۔ یونیورسٹی آف میامی، امریکہ نے دیا۔

۱۹۷۶ء۔ گوتھرے میڈل اور پرائز فزیکل سوسائٹی لنڈن نے دیا۔

۱۹۷۸ء۔ میٹیوسی میڈل۔ روم (اٹلی) کی قومی اکیڈیمی نے دیا۔

۱۹۷۸ء۔ جان ٹوبیاس ٹیٹ میڈل امریکن انسٹی ٹیوٹ آف فزکس نے دیا۔

۱۹۷۸ء۔ رائل میڈل۔ رائل سوسائٹی لنڈن نے دیا۔

۱۹۷۹ء۔ امریکہ کی نیشنل اکیڈیمی آف سائنسز کے غیر ملکی ایسوسی ایٹ بنائے گئے۔

۱۹۷۹ء۔ نوبل انعام طبیعیات میں بہترین کارکردگی پر ملا۔

۱۹۷۹ء۔ نشان امتیاز کا اعلیٰ ترین سول ایوارڈ حکومت پاکستان نے دیا۔

۱۹۷۹ء۔ ڈاکٹر آف سائنس کی اعزازی ڈگری قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد نے دی

۱۹۷۹ء۔ آئن سٹائن گولڈ میڈل۔ پیرس میں دیا گیا۔

پاکستان کیلئے سائنسی خدمات

اگرچہ ڈاکٹر عبدالسلام کی زندگی کا بیشتر حصہ انگلستان اور یورپی ممالک میں گزرا لیکن انہوں نے پاکستان کی شہریت ترک کر دینے کا کبھی خیال تک نہ کیا کیونکہ وہ وطن عزیز کو بھی اپنے اعزازات میں شریک رکھنا چاہتے تھے۔ یہ وطن سے محبت اور قلبی لگاؤ کی واضح علامت ہے وہ مسلسل اس امر کی کوشش کرتے رہے کہ پاکستان سائنس کے میدان میں ترقی کرے اور اپنے خلوص اور مساعی جمیلہ کے باعث پاکستان کے فروغ و ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ چنانچہ ۱۹۵۹ء میں وہ سائنٹیفک کمیشن آف پاکستان کے رکن اور صدر پاکستان کے سائنسی مشیر اعلیٰ (۱۹۶۱ تا ۱۹۷۴ء) مقرر ہوئے۔ اس حیثیت سے انہوں نے سائنسی تعلیم کا ڈھانچہ استوار کرنے میں نمایاں کام کیا۔ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے رکن کی حیثیت سے ۱۹۵۸ء تا ۱۹۷۴ء انہوں نے پاکستان کی ایٹمی پالیسی اور اس کی ترقی کا ایک مربوط پروگرام تیار کیا اور ایسا انتظام کیا کہ کمیشن کو تربیت یافتہ اعلیٰ سطحی تعلیم کے حامل افراد ملتے رہیں تاکہ کمیشن کی بنیادیں مضبوط ہو جائیں۔

۱۹۶۱ء میں صدر پاکستان کے سائنسی مشیر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے انہوں نے امریکہ سے سرکاری سطح پر چوٹی کے سائنسدانوں ماہرین زراعت اور انجینئروں کا ایک وفد منگوایا تاکہ (مغربی) پاکستان میں سیم و تھور کے مسئلہ پر قابو پایا جا سکے۔ اس وفد کی سفارشات کے مطابق کنویں کھودنے اور ٹیوب ویل لگانے کا ایک مربوط نظام قائم کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں وسیع رقبہ دوبارہ زیر کاشت آ گیا۔ ۱۹۷۰ء میں انہوں نے اسلامک سائنس فاؤنڈیشن کے قیام کا منصوبہ بنایا جو اگلے سال لاہور میں منعقد ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس میں پیش کیا گیا۔ اس منصوبہ کا مقصد یہ تھا کہ اسلامی ممالک میں سائنس کو فروغ حاصل ہو اور منظم رنگ میں تحقیق و سائنسی تخلیق کی راہ ہموار ہو۔

دنیا بھر کے لئے سائنسی خدمات

دین حق جہالت کو دور کرنے اور علم کو فروغ دینے پر بے حد زور دیتا اور مخلوق خدا کی بھلائی اور خدمت کا درس دیتا ہے۔ اسی بناء پر ڈاکٹر سلام کی سائنس میں ترقی کی مساعی صرف پاکستان یا اسلامی ممالک تک محدود نہیں رہیں بلکہ انہوں نے عمومی رنگ میں حتی المقدور علم کی ترقی کی کوششیں جاری رکھیں۔ ان کی مخلصانہ مساعی اور شخصیت کا اقوام متحدہ کی کارکردگی پر گہرا اثر پڑا۔ اقوام متحدہ میں انہوں نے مختلف حیثیتوں میں پاکستان کی نمائندگی کی۔

۱۹۵۵ء تا ۱۹۵۸ء وہ ایٹمی توانائی کے پرامن مقاصد کے استعمال کے متعلق جنیوا میں ہونے والی کانفرنس کے سیکرٹری رہے۔

۱۹۶۴ء تا ۱۹۷۵ء وہ اقوام متحدہ کی ایڈوائزری کمیٹی برائے سائنس و ٹیکنالوجی کے رکن رہے اور دنیا بھر کے لیے ایک ایکشن پروگرام تجویز کیا۔ ۱۹۷۱ء ۱۹۷۲ء میں وہ اس کمیٹی کے صدر بھی رہے۔ ۱۹۶۴ء میں ان کی کوششوں سے اٹلی کے شہر ٹریسٹے میں ایک انٹرنیشنل سنٹر آف تھیوریٹیکل فزکس کا قیام عمل میں آیا۔ اٹلی کی حکومت نے اس کے لیے فیاضانہ مالی امداد فراہم کی۔ یہ ادارہ انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی کے تحت کام کر رہا ہے۔ ۱۹۷۰ء سے اقوام متحدہ کا ادارہ یونیسکو بھی اس کی سرپرستی میں حصہ دار بن گیا ہے یہ ادارہ طبیعیات کے میدان میں دنیا بھر کے سائنسدانوں کے لیے تبادلہ خیال کا ایک اہم مرکز بن گیا ہے۔ علاوہ ازیں ترقی پذیر ممالک کے اعلیٰ سطحی سائنسدانوں کے لیے جدید ترین موضوعات پر مختصر مگر جامع کورسز منعقد کیے جاتے ہیں تاکہ جو لوگ لمبے عرصہ کے لیے اپنے ملک سے باہر نہ رہ سکیں وہ ان کورسز سے استفادہ کر کے جدید سائنسی معلومات حاصل کر سکیں۔ اس کے علاوہ ترقی یافتہ ممالک کے اعلیٰ سائنسدانوں کو اپنے خرچ پر بلوا کر لیکچر کروائے جاتے ہیں تاکہ سائنسی معلومات کا معیار بلند ہو اور دنیا کے چوٹی کے سائنسدانوں سے ترقی پذیر ممالک کے سائنسدانوں کا رابطہ بھی قائم رہے۔ انہیں خدمات کے اعتراف کے طور پر مختلف ممالک کی سائنسی تنظیموں، اداروں، اور یونیورسٹیوں کی طرف سے وہ اعزازات پیش کیے گئے جن کی تفصیل پہلے آ چکی ہے۔

(ڈاکٹر عبدالسلام کے حالات کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ کا ترجمان ماہنامہ انصار اللہ بابت ماہ جنوری فروری ۱۹۸۰ء)

ڈاکٹر سلام کا خطاب

محترم ڈاکٹر عبدالسلام نے فرمایا کہ موجودہ دور کے حالات میں علم ایک بڑی قوت ہے اور اعلیٰ سائنس کا عملی استعمال ترقی کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ انہوں نے بڑے زور سے یہ بات کہی کہ نہ صرف مسلمان بلکہ کوئی قوم بھی اس وقت تک فنی مہارت اور معاشیات کے میدان میں ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ بنیادی سائنسی علوم کو ترقی نہ دے اور ان میں مہارت حاصل نہ کرے۔ جو لوگ اس پیچیدہ راستہ کو ترک کر دیتے ہیں وہ خود اپنا نقصان کرتے ہیں۔ کامیابی کا صرف یہی ایک طریق ہے اور اس سے ہٹ کر کوئی سہل راستہ موجود نہیں ڈاکٹر سلام نے تقریر کرتے ہوئے کہا اس سمپوزیم میں تقریر کرنے کی دعوت دے کر میری جو عزت افزائی کی گئی ہے اس کے لیے میں بہت ممنون ہوں۔ جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہ میرے اپنے ملک سمیت بہت سے ترقی پذیر ممالک کے لیے درست ہے اور میں اسے یہاں گہرے جذبات کے ساتھ بیان کروں گا مجھے امید ہے کہ میرے الفاظ کو غلط طور پر نہیں سمجھا جائے گا۔ . . . . . .

میری آج کی تقریر کا موضوع زیادہ تر خالص سائنس ہوگا۔ میں آپ سے یہ درخواست کرنے آیا ہوں کہ اگر ہم نے اس میدان میں دنیا کی اقوام میں اپنا جائز اور باعزت مقام حاصل کرنا ہے تو ہمیں عرب اور اسلامی ممالک کی ایک سائنسی دولت مشترکہ قائم کرنا ہوگی۔ اس میں علم کی تخلیق کو انتہائی طور پر اولیت کا مقام دینا ہوگا اور اس مقصد کے حصول کے لیے جن مراحل سے گزرنا ہے ان کی نشاندہی کرنی ہوگی لیکن قبل اس کے کہ میں اس موضوع پر کچھ کہوں میں چند منٹ کے لیے ان ترقیات کا کچھ ذکر کروں گا جو ذرّاتی طبیعیات (پارٹیکل فزکس) میں ہوئی ہیں۔ بالخصوص ان ترقیات کا جن کا تعلق توانائی کی بنیادی اشکال اور ان قدرتی قوتوں سے ہے جن کے تعلق میں میں نے بھی کچھ کام کیا ہے۔ (جاری ہے)

"بیٹ ایک آنہ فی روپیہ کے لحاظ سے ہو اور سارے کے سارے افراد ہر لحاظ سے خواہ دہند ہوں یا نادہند"
(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ شوریٰ ۳۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقویٰ کی باریک راہیں

مکرم عبدالحق صاحب - جہلم

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودہ سو سال کے عرصہ میں بہت سے علماء، مجددین، اولیاء، ابدال اور صوفیا دنیا میں ظاہر ہوئے اور انہوں نے تقویٰ کے موضوع پر بہت کچھ لکھا اسی طرح حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تقویٰ کی جو تفسیر فرمائی ہے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر منصف مزاج انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت اور گہرے تعلق کے بغیر ایسی بلند پایہ تفسیر (جو انسانی روحوں کو زندہ کرنے والی ہے) کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ چنانچہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس موضوع پر جو لکھا ہے اس کے چند نمونے قارئین کی نظر کیے جاتے ہیں۔

حضور فرماتے ہیں:-

(۱) "قرآن شریف نے تو اپنے نزول کی علت غائی ہی یہ قرار دی ہے کہ تقویٰ کی راہوں کو سکھائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی یہ کتاب اس غرض سے اتری ہے کہ تا جو لوگ گناہ سے پرہیز کرتے ہیں ان کو باریک سے باریک گناہوں پر بھی اطلاع دی جائے تاکہ وہ ان بُرے کاموں سے بھی پرہیز کریں جو ہر ایک آنکھ کو نظر نہیں آتے بلکہ فقط معرفت کی خوردبین سے نظر آسکتے ہیں اور موا ٹنگاہیں اُن کے دیکھنے سے خطا کر جاتی ہیں۔"

(تفسیر سورۃ البقرۃ صفحہ ۶ تا ۷)

(۲) پھر فرمایا:-

"انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط و خال ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محلِ ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوقِ عباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰى قرآنِ شریف کا لفظ ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے۔ یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تا بمقدور کاربند ہو جائے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۱ تا ۵۲)

"علوم ظاہری اور علوم قرآنی کے حصول کے درمیان ایک عظیم الشان فرق ہے۔ دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنے کے واسطے تقویٰ شرط نہیں ہے۔ صرف و نحو، طبعی فلسفہ، ہیئت و طبابت پڑھنے کے واسطے یہ ضروری امر نہیں ہے کہ وہ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو اور امرِ الٰہی اور نواہی کو ہر وقت مدنظر رکھتا ہو۔ اپنے ہر فعل و قول کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی حکومت کے نیچے رکھے۔ بلکہ بسا اوقات عموماً دیکھا گیا ہے کہ دنیوی علوم کے ماہر اور طلبگار دہریہ منش ہو کر ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں آج دنیا کے سامنے ایک زبردست تجربہ موجود ہے۔

یورپ اور امریکہ باوجودیکہ وہ لوگ ارضی علوم میں بڑی بڑی ترقیاں کر رہے ہیں اور آئے دن نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں لیکن اُن کی روحانی اور اخلاقی حالت بہت ہی قابلِ شرم ہے لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے حالات جو کچھ شائع ہوئے ہیں ہم تو ان کا ذکر بھی نہیں کر سکتے مگر علومِ آسمانی اور اسرارِ قرآنی کی واقفیت کے لیے تقویٰ پہلی شرط ہے۔

اس میں توبۃ النصوح کی ضرورت ہے جب تک انسان پوری فروتنی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ اٹھائے اور اس کے جلال اور جبروت سے لرزاں ہو کر نیازمندی کے ساتھ رجوع نہ کرے۔ قرآنی علوم کا دروازہ نہیں کھل سکتا۔ اور روح کے ان خواص اور قویٰ کی پرورش کا سامان اس کو قرآنِ شریف سے نہیں مل سکتا جس کو پا کر روح میں ایک لذت اور تسلی پیدا ہوتی ہے قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اس کے علوم خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ پس اس کے لیے تقویٰ بطور زدبان کے ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ بے ایمان شریر خبیث النفس ارضی خواہشوں کے اسیر اُن سے بہرہ ور ہوں۔ اس واسطے اگر (کوئی) ..... واہ صرف و نحو، معانی و بدیع وغیرہ علوم کا کتنا ہی بڑا فاضل کیوں نہ ہو۔ دنیا کی نظر میں شیخ الکلّ فی الکلّ بنا بیٹھا ہو لیکن اگر تزکیۂ نفس نہیں کرتا تو قرآن شریف کے علوم سے اس کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت دنیا کی توجہ ارضی علوم کی طرف بہت جھکی ہوئی ہے اور مغربی روشنی نے تمام عالم کو اپنی نئی ایجادوں اور صنعتوں سے حیران کر رکھا ہے (لوگوں - ناقل) نے بھی اگر اپنی فلاح اور بہتری کی کوئی راہ سوچی تو بدقسمتی سے یہ سوچی ہے کہ وہ مغرب کے رہنے والوں کو اپنا امام بنا لیں اور یورپ کی تقلید پر فخر کریں یہ تو نئی روشنی کے (لوگوں - ناقل) کا حال ہے جو لوگ پرانے فیشن کے ..... کہلاتے ہیں اور اپنے آپ کو حامیٔ دینِ متین سمجھتے ہیں ان کی ساری عمر کی تحصیل کا خلاصہ اور لبِ لباب یہ ہے کہ صرف و نحو کے جھگڑوں اور الجھیڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور مَسَائِلِ تَیَمُّم کے تلفظ پر مرتے ہیں۔ قرآن شریف کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں اور ہو کیونکر جبکہ وہ تزکیۂ نفس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۴۰۷ تا ۴۰۸)

"متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلفِ حقوق، ریاء، عجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروّت خوش خلقی ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقامِ محمود تلاش کرے۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں وہی اصل متقی ہوتے ہیں۔ یعنی اگر ایک ایک خُلق فرداً فرداً کسی میں ہوں تو اُسے متقی نہ کہیں گے۔ جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں اور ایسے ہی شخصوں کے لیے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہے اور اس کے بعد اُن کو کیا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا متولی ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ وہ فرماتا ہے۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں۔ ان کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتے ہیں۔ اُن کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتے ہیں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ہے میں اس سے کہتا ہوں کہ میرے مقابلہ کے لیے تیار رہو۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ہے جیسے ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۰۰ تا ۴۰۱)

ہمیں اس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقا ہے
یہی آئینۂ خالق نما ہے
یہی اک جوہرِ سیفِ دعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اتقا ہے
"اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے"

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو
اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اس یار کے لیے رہِ عشرت کو چھوڑ دو
لعنت کی ہے یہ راہ سو لعنت کو چھوڑ دو
ورنہ خیالِ حضرتِ عزت کو چھوڑ دو
تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکۂ عرش کا نزول

(درثمین)

تقویٰ اور عبادات کی قبولیت

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"بار بار قرآن شریف کو پڑھو اور تمہیں چاہیئے کہ بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو۔ یہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہوگا۔ جب تم ایسی سعی کرو گے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں توفیق دے گا اور وہ کافوری شربت تمہیں دیا جاوے گا جس سے تمہارے گناہ کے جذبات بالکل سرد ہو جائیں گے اس کے بعد نیکیاں ہی سرزد ہوں گی۔ جب تک انسان متقی نہیں بنتا یہ جام اسے نہیں دیا جاتا اور نہ اس کی عبادات اور دعاؤں میں قبولیت کا رنگ پیدا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کی عبادات کو قبول فرماتا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں ہی کا قبول ہوتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ مرحومہ آف جموں کا ذکر خیر

(مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب - سابق مربی امریکہ)

خاندانی کوائف:- حضرت مسیح موعود کے ابتدائی فدائیوں میں میرے دو بزرگ حضرت خلیفہ نورالدین صاحب جمونی اور حضرت میاں فیض احمد صاحب آف جموں بھی شامل ہیں۔ اوّل الذکر نے احمدیت اس زمانہ میں قبول کی جبکہ وہ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی (جو بعد میں حضرت مسیح موعود کے خلیفہ منتخب ہوئے) کے اوّلین شاگردوں میں شمار ہوتے تھے اور اسی نسبت سے مہاراجہ جموں و کشمیر نے انہیں ایک مرتبہ حضرت مولوی صاحب کے خلیفہ کے لقب سے موسوم کیا تھا اور وہ خلیفہ نورالدین کے نام سے مشہور ہوئے۔ (حضرت مولوی نورالدین صاحب ان دنوں مہاراجہ کے ذاتی معالج تھے) حضرت خلیفہ صاحب نے کچھ وقت سری نگر کشمیر میں مردم شماری کے محکمہ میں ملازمت بھی کی تھی۔ اس لئے وہ شہر کے کونہ کونہ سے واقف تھے۔ حضرت مسیح موعود سے بیعت ہو جانے کے بعد محلہ خانیار میں واقع مزار کے سلسلہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ کے ارشاد پر انہوں نے اس نظریہ کی بنیاد رکھی تھی جو قبرِ مسیح سے متعلق ہے۔ میری ممانی امۃ اللہ بیگم صاحبہ جن کی وفات ۳۱ اگست ۱۹۸۴ء کو تقریباً نوے برس کی عمر میں کوئٹہ میں ہوئی۔ انہی عظیم المرتبت حضرت خلیفہ نورالدین صاحب آف جموں کی صاحبزادی تھیں۔ ان کے بڑے بھائی حضرت خلیفہ عبدالرحیم صاحب ہوم سیکرٹری ریاست جموں و کشمیر تھے (جن کا وصال سیالکوٹ میں ہوا تھا) اور چھوٹے بھائی محترم خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب (حال کوئٹہ) ہیں۔ میری ممانی مرحومہ نے اپنے والد بزرگوار کی طرف سے دین داری، پرہیزگاری اور قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے کی خاص صفات ورثہ میں پائیں۔ ان کی شادی میرے بزرگ ماموں حضرت میاں فیض احمد صاحب سے ہوئی۔ تو اپنے شوہر نامدار کے منفرد اوصاف حمیدہ میں سے بھی وافر حصہ پایا۔ اور اس طرح ان دونوں بزرگوں کے خلق کے امتزاج سے مرصع ہو کر۔ اپنے میاں کی وفات کے بعد تقریباً بیالیس سال تک زندہ رہ کر نیکی اور تقویٰ کی اس پیکر نے خاندان کے جملہ افراد کو احمدیت کے فدائی بنائے رکھنے کی ذمہ داری کو احسن طریق سے نبھایا۔

بعض اوصاف ممانی جان کے بطن سے کوئی اولاد نہ تھی۔ لیکن انہوں نے نہایت محبت اور اخلاص سے اپنے میاں کی پہلی اولاد بلکہ اس کی اگلی پشت کی بھی عمدہ تربیت کی اور ان میں احمدیت کی صحیح روح پیدا کی اور انہیں سلسلہ کا خادم و فدائی بنائے رکھا۔ چنانچہ حضرت ماموں جان کی دوسری بلکہ تیسری پشت احمدیت میں پھلی پھولی اور وہ سب "بڑے بی بی جی" کے زیرِ تربیت رہے۔ قرآن کریم نہایت صحیح تلفظ کے ساتھ خوش الحانی سے باقاعدہ بلا ناغہ پڑھتیں اور بچوں کو پڑھاتیں مسائل سے خوب واقف تھیں۔ سلسلہ کی روایات اور حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی تعلیم کا موقع محل کے مطابق تذکرہ کرتی رہتیں۔ اتقاء کے اعلیٰ معیار کو اپنے عمل سے قائم رکھتیں اور اسی کی گھر والوں سے توقع رکھتیں دینی معاملات میں کسی سے بھی کسی قسم کی ڈھیل برداشت نہ کرتیں اور اگر کبھی کوئی فرد اخلاقی معیار پر پورا نہ اترتا تو گرفت کرتیں اور کسی قسم کی لگی لپٹی رکھے بغیر اس کو سرزنش کرتیں۔ صاف گوئی بغیر کسی قسم کی مداہنت کے ان کی طبیعت کا خاص پہلو تھا۔ باطل کو باطل کہنا ان کی فطرتِ ثانیہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی گرفت سے بچنے کے لئے گھر کا ہر فرد ان سے خائف رہتا اور ہر ایسی حرکت سے اجتناب کرتا جو دینی اور اخلاقی لحاظ سے معیوب ہوتی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا گھر احمدیت کا گہوارہ بنا رہا۔ نماز، روزہ کی پابندی۔ خدمتِ خلق اور مہمان نوازی ہمارا شیوہ بنی رہی۔ مہمان نوازی کے مواقع میسر آنا اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ افرادِ جماعت احمدیہ کی باہمی محبت اور یگانگت ہماری جماعت کا خاص امتیاز ہے۔ سگے بھائیوں سے بھی بڑھ کر ہمیں دلی خلوص اور قلبی مسرت جماعت کے افراد کو ملنے ملانے اور مہمان رکھنے رکھانے سے ہی حاصل ہوتی ہے جموں میں ہمارا گھر کشمیر کے لئے گذرگاہ کے مترادف تھا۔ احباب کو ان کے جموں کے قیام میں جس قدر محبت اور عقیدت سے حضرت ماموں جان مہمان رکھتے اس کی ایک نرالی شان تھی۔ مہمان آتے تو وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے بستر خوان بہت وسیع تھا۔ لیکن گھر میں خدمت کا جذبہ پیدا کرنے میں محترمہ حضرت ممانی جان کا خاص حصہ تھا۔ کھانا خود نہایت عمدہ پکاتی تھیں اور یہ خوبی آگے بچوں میں بڑے شوق اور محنت سے منتقل کی۔ ان کے نیک نمونہ اور سلسلہ کے بزرگوں کی خدمت کرنے کے ذوق اور جذبہ کو سارے گھر نے اپنایا۔ علاوہ بریں طبیعت میں دین کے تقاضوں کو دیانت داری سے پورا کرنے کا ولولہ رچا ہوا تھا۔ بدعت اور شرک اور رسومات سے ہمیشہ مجتنب رہیں۔ جس عمل کو سنتِ رسولؐ کے خلاف سمجھا اس کو اپنے افراد میں قطعاً رائج نہ ہونے دیا۔ لباس سادہ لیکن ہمیشہ صاف اور ستھرا پہنا نماز کا اہتمام۔ جسم کی طہارت اور لباس کے لوازمات کے ساتھ کرتیں۔ طبعاً نفاست پسند تھیں۔ لیکن سادگی کو شعار بنائے رکھا۔ نوجوان بچیوں کو ہمیشہ پردہ کی تلقین کرتیں اور نت نئے فیشن اور نمائش سے سختی سے روکتیں۔ میاں کے رشتہ داروں کو انتہائی رواداری اور حسن سلوک سے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ حفظِ مراتب کا ہمیشہ خیال رکھا۔ اور اس وجہ سے خاصے وسیع خاندان میں مرکزی شخصیت بن گئیں اپنے بھائیوں اور ان کی اولاد سے بے حد پیار تھا۔ اور ان کی خواہش اور مساعی جمیلہ سے حضرت خلیفہ نورالدین صاحب جموں اور حضرت ماموں جان کی اولاد بلکہ اولاد در اولاد آپس میں شیر و شکر ہو گئے۔

ذاتی تعلق:- اس بزرگ کی رحلت سے جو بزرگی کی علامت اور ان تمام اوصاف سے متصف تھیں جو اس دور کا خاصہ ہیں) جملہ لواحقین مغموم ہیں لیکن ذاتی طور پر میں حضرت ممانی صاحبہ کا خاص طور پر ممنون ہوں اور ان کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ میں جو کچھ ہوں اور جو تھوڑی بہت دینی شُد بُد حاصل ہے وہ حضرت ماموں جان کی تربیت کا ہی نتیجہ ہے۔ میرے بزرگ ماموں کا میری تعلیم و تربیت کے معاملہ میں جس محبت اور ہمدردی سے (میرے والد کی وفات کے بعد) میری ممانی مرحومہ نے ہاتھ بٹایا۔ وہ ان کے اخلاق کریمانہ کی ایک جھلک ہے ناشکری ہوگی اگر میں ممانی صاحبہ مرحومہ کے ساتھ یہاں بعد میں ہونے والے اپنے مرحوم خسر (میاں عبدالرحمٰن صاحب) جو حضرت ماموں جان کے بڑے بیٹے تھے جنہوں نے بڑی فراخدلی اور کاوش کے ساتھ مجھے پروان چڑھایا کا تذکرہ نہ کروں۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں کے درجات بلند فرمائے۔

ممانی جان آخری دس بارہ سال خاصی بیمار رہیں۔ ایک حد تک معذور ان کی بڑی بہو (میری خوش دامن مرحومہ) نے اپنی حیات تک ان کی بہت ہی خدمت کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری بیوی کو خاصے لمبے عرصہ تک اپنی دادی کی دیکھ بھال کرنے کی توفیق دئے رکھی۔ پوتوں نے بھی حتی المقدور خیال رکھا لیکن آخری تین چار سال ان کے بھائی خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب نے انہیں اپنے پاس کوئٹہ میں رکھ کر بھائی ہونے کا حق ادا کر دیا۔ وہ معذور ہو چکی تھیں لیکن خلیفہ صاحب موصوف نے ان کا جس قدر خیال رکھا وہ انہی کا حصہ ہے ساتھ ہی ان کی بیوی اور بچوں نے بھی اخلاص کا ثبوت دیا۔

ان کی وفات کوئٹہ میں ۳۱ اگست ۱۹۸۴ء کو ہوئی۔ موصیہ تھیں۔ بھائی عبدالرحمٰن صاحب ان کا جنازہ بذریعہ ہوائی جہاز اپنے بیٹے جمیل احمد کے ساتھ لے کر ربوہ آئے۔

اللہ تعالیٰ جملہ لواحقین کو ان کی خوبیوں کا وارث بنائے اور ان کی نیکی اور تقویٰ ہم سب کے لئے نمونہ کا کام دیتا رہے۔ آمین۔

درخواستِ ہائے دُعا

- میرے والد مکرم عبدالقادر صاحب بعارضہ دل بیمار ہیں۔ (جمال عبدالباسط۔ دارالصدر غربی ربوہ)
- میرے ماموں مکرم بشیر احمد صاحب ریحان آف کروندی کافی عرصہ سے بعارضہ دل بیمار ہیں۔ اور نواب شاہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ (محمود احمد ریاض۔ حیدر آباد)
- محترمہ مبشرہ بیگم صدر محلہ دارالعلوم غربی ایک ہفتہ سے بیمار ہیں۔ (مبشر فردوس۔ ربوہ)

(احباب ان سب کے لیے دعا کریں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

وہ اور زیادہ خدا کی جناب میں جھکے، پہلے سے بھی زیادہ تضرع کے ساتھ اس سے مشکلات و مصائب دور ہونے کے لئے دعائیں کرے اور اس طرح تائیدی نشانات مشاہدہ کر کے قبولیتِ دعا کا حظ اٹھائے۔ اسی لئے خدائی جماعتیں ابتلاؤں کے آنے پر کبھی نہیں گھبراتیں بلکہ وہ اس یقین پر قائم ہوتی ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں متضرعانہ جہادوں اور مالی و جانی قربانیوں کی پہلے سے بڑھ کر توفیق عطا کر کے اور خود ہی انہیں قبول فرما کر رحمتوں اور فضلوں کی ایسی بارش فرمائے گا کہ غلبۂ حق کی شاہراہ پر ان کا قدم پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ خدائی جماعتوں سے زیادہ اس حقیقت سے کوئی آگاہ نہیں ہوتا کہ ابتلاء تو غیر معمولی رحمتوں اور فضلوں سے نوازنے کا ایک وسیلہ ہوتے ہیں۔

★ نوٹس داخلہ ۱۹۸۴/۸۵ء

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد اور کالج آف ویٹرنری سائنسز لاہور میں چار سالہ مدتِ تعلیم کے مندرجہ ذیل ڈگری کورسز میں داخلہ شروع ہے۔

مقررہ فارموں پر ہر لحاظ سے مکمل درخواستیں متعلقہ ڈینز آف فیکلٹی اور پرنسپل کالج آف ویٹرنری سائنسز لاہور کے دفاتر میں جمع کروانے کی آخری تاریخ ۳ نومبر ۱۹۸۴ء چار بجے شام تک ہے۔

کم از کم تعلیمی قابلیت ایف ایس سی (پری میڈیکل / پری انجینئرنگ) ہے

نمبر شمار	کورس کا نام	تعلیمی قابلیت
۱۔ ڈی۔ وی۔ ایم	زیر اہتمام کالج آف ویٹرنری سائنسز لاہور	F.Sc (PRE MEDICAL)
۲۔ ڈی وی۔ ایم	زیر اہتمام فیکلٹی آف ویٹرنری سائنسز زرعی	"

یونیورسٹی فیصل آباد

۳۔ بی ایس سی (آنرز)	ایگریکلچر	"
۴۔ بی ایس سی (")	اینیمل سائنسز	"
۵۔ بی ایس سی (")	ایگریکلچرل انجینئرنگ	F.S.C (PRE-ENGINEERING)

درخواست داخلہ کے فارم اور پراسپیکٹس نیشنل بینک زرعی یونیورسٹی برانچ سے دستیاب ہیں تاہم کالج ویٹرنری سائنسز لاہور میں داخلہ کے لیے فارم پرنسپل صاحب کے دفتر سے مل سکتے ہیں۔

ڈی۔ وی۔ ایم کورس کے لیے کچھ نشستیں طالبات کے لیے بھی مخصوص ہیں کھیلوں کی بنیاد پر مختلف ڈگری کورسز میں داخلہ لینے کیلئے امیدوار زرعی یونیورسٹی میں ڈائریکٹر سپورٹس کے پاس اور سی۔ وی۔ ایس لاہور میں دفتر پرنسپل میں نام درج کروائیں۔ مزید رابطہ کے لیے D-42 لیاقت حال زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے رجوع فرمائیں۔

پتے درکار ہیں

۱۔ نائیک مبارک احمد ولد چوہدری کرم دین صاحب سابقہ پتہ ساکن چکوال ضلع جہلم وصیت ۱۱۹۲۵
۲۔ نصیرہ خانم رضیہ صاحبہ زوجہ ضیاء اللہ صاحب سلیم سابقہ پتہ ساکن قادیان۔ وصیت ۱۱۹۸۶
۳۔ سعیدہ بیگم زوجہ مہتہ عبدالرزاق صاحب سابقہ سکونت قادیان۔ وصیت نمبر ۱۲۰۷۶
۴۔ کلثوم صدیقہ صاحبہ زوجہ رانا عبدالرحمٰن صاحب سابقہ سکونت لاہور وصیت ۱۲۰۴۶

اگر کسی صاحب کو ان کے پتہ کا علم ہو یا موصی خود یہ اعلان پڑھیں تو اپنے موجودہ پتہ سے مطلع کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

ارشاد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود

جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے:۔

"اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔"

قرآن کریم کو مقدم رکھو:۔

"جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔"

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اس کے غیر کو کسی نوع کی بڑائی مت دو:۔

"تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو۔ اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔"

نجات یافتہ کون ہے:۔

"تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اس دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۸ حاشیہ)

(نظارت اصلاح و ارشاد)

دعائے مغفرت

میرے چچا شیخ نامر احمد صاحب گوجر خان بعمر ۲۷ سال ۱۵ ستمبر ۱۹۸۴ء کو بقضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ شیخ نامر صاحب شیخ حبیب اللہ صاحب صدر جماعت احمدیہ گوجر خاں کے چھوٹے بھائی اور شیخ عبدالحکیم صاحب اوکاڑہ کے داماد تھے۔ ان کی شادی تین سال قبل ہوئی تھی۔ لواحقین میں بیوہ کے علاوہ ایک سوا سال کا بچہ۔ بوڑھی والدہ بھی ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سب لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

(انعام اللہ ۶۵۔ لٹن روڈ۔ لاہور)

شکریہ احباب

میرے شوہر چوہدری محمود احمد کاہلوں صاحب کی وفات پر کثرت سے اندرون اور بیرون پاکستان سے احباب جماعت نے بذریعہ خطوط و ٹیلیفون ٹیلیگرام اور خود تشریف لا کر بطور ہمدردی تعزیت کی ہے۔

بذریعہ الفضل ان سب احباب کا میں دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے آمین۔ نیز آپ سب سے درخواست ہے کہ میرے شوہر کی بلندیٔ درجات کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی جوار رحمت میں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

(مسعودہ بیگم اہلیہ چوہدری محمود احمد کاہلوں (مرحوم) ۳/۸ دارالصدر شمالی ربوہ)

بجٹ میں ہر کمانے والے احمدی فرد کو اصل آمد کے مطابق شامل کیا جائے!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدام الاحمدیہ ٹوکیو کا تیسرا سالانہ تربیتی کیمپ

مبشر احمد صاحب زاہد قائد مجلس خدام الاحمدیہ ٹوکیو سے اطلاع دیتے ہیں:۔

کہ مجلس خدام الاحمدیہ ٹوکیو خدام کی تربیت کے لیے ہر سال شہر سے باہر کھلی فضا میں تربیتی کیمپ کا اہتمام کرتی ہے۔ اس سال یہ کیمپ اباراکی (IBARAKI) کے علاقہ میں ۲۸ اور ۲۹ جولائی کو منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل شامل حال رہا اور یہ کیمپ ہر پہلو سے کامیاب رہا۔ الحمد للہ۔

کیمپ کا افتتاح تلاوت قرآن مجید کے بعد دعاؤں کے ساتھ ہوا۔ مکرم منظور احمد صاحب منیب مربی سلسلہ (و نائب صدر) نے تلقین کی کہ ہر لمحہ اپنا مقصد سامنے رکھیں اور یہ دو دن اچھی باتیں سیکھنے اور سکھانے میں مصروف رہیں۔

اس کیمپ میں میوزک دوڑ۔ لمبی دوڑ۔ بیر دوڑ وغیرہ کے ورزشی مقابلے بھی ہوئے۔ یہ کیمپ خوبصورت گاؤں اسونارو نوساتو (ASONARO NO SATO) میں تھا۔ جونہی شام ہوئی اس چھوٹے سے گاؤں کے اکثر افراد چھوٹے بڑے مرد عورتیں ہم سے ملنے کی غرض سے کیمپ میں آگئے۔ پاکستانی کھانوں سے مہمانوں کی ضیافت کی گئی۔ اور گاؤں کے چیئرمین جناب ایشی یاما صاحب بہت ہی ملنسار اور ہمدرد انسان ہیں۔ آپ نے ہی سارے گاؤں والوں کو اطلاع کی تھی کہ کچھ غیر ملکی آئے ہیں ملنے آجاؤ۔ رواج کے مطابق لوگ تحفے لے کر آرہے تھے۔ ان لوگوں نے ہماری باتیں سنیں اور محبت اور خلوص کے تحفے لے کر واپس ہوئے۔ اگلی صبح ناشتہ کے لیے گاؤں کے بچوں کو دعوت دی گئی۔ اس سے بھی گاؤں والے کافی متاثر ہوئے اس طرح آخر وقت تک اپنے میزبان گاؤں کو اپنا جاننے والے اور نہ جاننے والے سب ہی دوستوں نے ان علمی خزانوں سے روشناس کروایا جن سے جماعت احمدیہ مالا مال ہے۔

مکرم منظور منیب صاحب نے یہ دونوں دن بڑی مصروفیت میں گزارے۔ لوگ اس طرح ہمارے گرد جمع ہو جاتے گویا پروانے شمع کے گرد۔ الحمد للہ

اس کیمپ کی خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس میں تین غیر از جماعت نوجوان اور تین انڈونیشین بھائی شامل ہوئے۔ اس کیمپ کے مثالی خادم رانا محمد الیاس صاحب قرار پائے۔ رحمت علی صاحب انڈونیشین نے خوب تعاون کیا۔ سوال و جواب کی مجلس بھی ہوئی۔ اس سارے کیمپ میں جاپانی۔ اردو اور انگریزی زبان کا استعمال کثرت سے ہوا۔ آخری دن جاپانی بچوں کی دوڑیں کروائی گئیں اور انہیں انعامات دیئے گئے۔

اس کیمپ کے دوران اللہ تعالیٰ کے بیشمار معجزات کو ظاہر ہوتے دیکھا جس کا اظہار نہ قلم سے ممکن ہے نہ زبان سے۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد اہل جاپان کے دلوں کو اپنے نور سے منور کر دے

(و۔ ت)

خریداران مصباح کیلئے ایک ضروری اعلان

اکتوبر کا مصباح ۱۴ اکتوبر کو پوسٹ کر دیا گیا ہے۔ جن خریداروں کو مصباح نہ ملے فوری اطلاع دیں تا رسالہ ان کو دوبارہ بھجوا دیا جائے۔ چونکہ امسال لجنہ اماؤں کا اجتماع منعقد نہیں ہو رہا اس لیے ایسی تمام خریدار بہنیں جو اجتماع پر چندہ مصباح جمع کروایا کرتی ہیں۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنا چندہ منی آرڈر کر دیں۔ بصورت دیگر ان کو نومبر کا مصباح وی پی کر دیا جائے گا جس صورت میں ان کو وی پی خرچ زائد ادا کرنا پڑے گا۔

(مینیجر مصباح ربوہ)

وقفِ جدید اور احمدی مائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۶ء کے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع پر احمدی ماؤں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر تمام بچے جو آپ کی گودوں میں پلتے ہیں۔ تمام احمدی بچے جن کی تربیت کی ذمہ داری آپ پر ہے اس طرف متوجہ ہوں۔ آپ ان کی دینی تربیت اس رنگ میں کریں کہ وہ کم از کم اٹھنی (موجودہ شرح کے مطابق کم از کم ایک روپیہ۔ ناقل) ماہوار خدا تعالیٰ کی راہ میں وقفِ جدید کے لئے خود جماعت کو پیش کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ وقفِ جدید کا سارا بجٹ بچوں کے چندہ سے پورا ہو سکتا ہے لیکن اس طرف پوری توجہ کی ضرورت ہے اور بچوں کے ذہن میں اس کام کی اہمیت بٹھانے کی ضرورت ہے اور بچوں کے ذہنوں میں آپ وقفِ جدید کی اہمیت بٹھا نہیں سکتیں جب تک خود آپ کے ذہن میں وقفِ جدید کی اہمیت نہ بیٹھی ہو۔" (سیکرٹری وقفِ جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

"ارشاداتِ عالیہ" (صفحہ اوّل سے آگے)

اور اسی کے ہو رہتے ہیں۔ اور اس ایک کے پانے کے لئے بہتوں کی جدائی اختیار کرتے ہیں۔ خاک میں گرتے ہیں تا وہ پکڑ لے۔ نام و ننگ سب کچھ کھو دیتے ہیں تا وہ راضی ہو جائے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَاَدْخِلْنَا فِیْ عِبَادِكَ الْمُخْلَصِیْنَ۔ آمین!

(سرمہ چشم آریہ: صفحہ ۵۸-۶۰)

ماہنامہ "انصار اللہ"

بعض احباب ماہنامہ "انصار اللہ" سے متعلق بعض انتظامی امور کے بارہ میں مکرم ایڈیٹر صاحب ماہنامہ انصار اللہ کو لکھتے ہیں جس سے تعمیل میں خواہ مخواہ دیر ہوتی ہے اس لئے اس اعلان کے ذریعہ جملہ احباب سے عرض ہے کہ ترسیل زر، پتہ جات کی تبدیلی، نئی خریداری یا دیگر انتظامی امور کے لئے مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ کے نام پر خط و کتابت کی جائے۔ (مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

ضرورت مددگار کارکن

دفتر صدر عمومی ربوہ میں مددگار کارکن کی آسامی کے لئے ایک صحت مند اور محنتی اور دیانتدار آدمی کی ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب فوری طور پر اپنی درخواستیں دفتر صدر عمومی میں بھجوا دیں یا خود مقامی احباب آکر ملیں۔ اردو لکھنا پڑھنا جانتا ہو۔ اور سائیکل چلانا بھی جانتا ہو۔ معقول تنخواہ صدر انجمن احمدیہ کے مطابق دی جائے گی۔ (صدر عمومی)

فضل عمر ہسپتال میں ضرورت ہے

فضل عمر ہسپتال میں مندرجہ ذیل اسامیاں خالی ہیں احباب و خواتین اپنے امیر یا صدر صاحب کی وساطت سے فوری رجوع کریں۔

	تعداد
۱۔ گائنی رجسٹرار	۱
۲۔ انستھیٹک رجسٹرار	۱
۳۔ سٹاف نرس	۷
۴۔ میل نرس	۱
۵۔ ڈسپنسر	۱
۶۔ ایکسرے ٹیکنیشن	۱
۷۔ اپرنٹس	۲
۸۔ وارڈ اردلی	۱

(چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت کے لیے آپ کا قابل اعتماد ادارہ

مومن اسٹیٹس پراپرٹی ڈیلر

گولبازار ربوہ فون دکان ۵۱۷ رہائش ۵۷۱

اجباب کی اطلاع کیلئے

ہمارا زاہد ہسپتال

بلاک ۱۱ سے بلاک ۱۵ میں منتقل ہو گیا ہے جس میں ہر قسم کی میڈیکل سہولت حاصل ہے۔

ڈاکٹر میجر عبد الغفور زاہد

زاہد ہسپتال بلاک ۱۵ سرگودھا

فون ۲۲۹۶، فون رہائش ۴۴۹۶

ضروری اطلاع

اقصیٰ چوک ربوہ میں حضرت حکیم نظام جان مرحوم کے مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ) پر حکیم محمود احمد صاحب باقاعدگی سے خدمت کیلئے حاضر ہوتے ہیں

زیر نگرانی

حکیم عبد الحمید ابن حکیم نظام جان